Regd No. L.5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۱؎

جلد ۹/۴۴ ۷ ربتبوک ھ ۱۳۳۴ – ۷ ستمبر ۱۹۵۵ء نمبر ۲۱۱

اخبار ربوہ

— ربوہ ۶ ستمبر۔ آج حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ کل محترم مولوی عبدالمغنی خان صاحب مرحوم کے جنازے سے واپس آ کر طبیعت کافی خراب رہی۔ بلڈپریشر بڑھ گیا۔ اور نبض بھی تیز ہو گئی۔ ابھی تک طبیعت صاف نہیں ہوئی۔ گو کسی قدر افاقہ ہے۔ احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں:

— ربوہ ۶ ستمبر۔ کل بعد نماز عصر کمیٹی روم تحریک جدید مجلس انصار سلطان القلم ربوہ کا اجلاس زیر صدارت مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب ایم۔ اے منعقد ہوا۔ جس میں مکرم قریشی محمد احمد صاحب حامی ایم۔ ایس۔ سی واقف زندگی۔ صدر مجلس ہذا نے "ادب سے انقطاع" کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا۔ آپ کے بعد پرویز پروازی صاحب نے ایک افسانہ اور امین اللہ سالک سیکرٹری مجلس ہذا نے چند اشعار پیش کئے۔ تنقید و تبصرہ کا موقعہ دیا گیا۔ اور اس طرح یہ دلچسپ اجلاس پونے سات بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

جنگ بند کرنے کے معاہدے کی خلاف ورزی پر اسرائیل نے مصر سے معافی مانگ لی

بیرونی سازشوں اور سامراجی فریب کاریوں سے عرب اتحاد کو توڑا نہیں جا سکتا۔ کرنل ناصر کا اعلان

تل ابیب ۶ ستمبر۔ غازہ کی سرحد پر جنگ بند کرنے کے معاہدے کے فوراً بعد جو حادثہ رونما ہوا تھا۔ اس پر اسرائیل نے مصر سے معافی مانگ لی ہے۔ دونوں ملک صلح کمیشن کے نگران اعلیٰ میجر جنرل برنس کی اپیل پر جنگ بند کرنے پر راضی ہو گئے تھے۔ اور دونوں نے یہ حق محفوظ رکھا تھا۔ کہ وہ حملہ ہونے کی صورت میں دفاع کے طور پر جوابی کارروائی کرنے کے مجاز ہوں گے۔ صلح کے فوراً ہی بعد غازہ کے جنوبی علاقہ میں اسرائیل کے ایک گشتی دستہ نے مصر کے ایک حفاظتی دستے پر حملہ کر دیا جس میں دو اسرائیلی سپاہی مارے گئے۔ مصر کے احتجاج پر مکمل اسرائیل نے میجر جنرل برنس کے ذریعہ معذرت ظاہر کی۔ ۲

امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ کیپٹن خورشید احمد صاحب

موضع بیگلہ کے ریلیف سنٹر میں

ڈھاکہ (بذریعہ ڈاک) ۲۷ اگست کو جناب کیپٹن خورشید احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ نے موضع بیگلہ کے احمدیہ ریلیف سنٹر کا معائنہ فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر بہت سے سیلاب زدہ لوگ جمع ہو گئے۔ محترم امیر صاحب نے اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کو چاول تقسیم کئے۔ ہر ایک آدمی جو چاول لینے آتا محترم امیر صاحب اس کا حال پوچھتے۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے اسے چاول دیتے۔ دو گھنٹے سے زائد وقت تک تقسیم کا کام ہوتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے کارکنوں کو ہدایات دیں۔ اور لوگوں سے نرمی اور شفقت کے ساتھ پیش آنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی بخیریت واپسی کے لئے ربوہ میں اجتماعی دعا

ربوہ ۶ ستمبر۔ قائمقام صدر استقبالیہ کمیٹی محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی تحریک پر جنرل پریذیڈنٹ صاحب ربوہ کے زیر انتظام آج نماز فجر کے بعد ربوہ کی تمام مساجد میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سفر یورپ سے بخیریت واپسی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اجتماعی دعا کی گئی۔ نیز احباب ربوہ نے تین بجے صبح بیدار ہو کر نماز تہجد بھی ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بخیریت واپسی کے لئے نہایت الحاح سے دعائیں مانگیں۔ پاکستان واپس تشریف لانے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ لنڈن سے ۲۶ اگست کو روانہ ہوئے تھے۔ اس وقت سے کر آج ۶ ستمبر تک جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے پندرہ بکرے ذبح ہو چکے ہیں۔ آج صبح چھ بجے بھی ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

معہ اہل قافلہ بخیریت کراچی پہنچ گئے الحمدللہ

ربوہ ۶ ستمبر دس بجے صبح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے نام کراچی سے ناظر اعلیٰ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کا حسب ذیل تار جو کراچی سے ۵ ستمبر کو ۸½ بجے شام کو چلا ابھی ابھی موصول ہوا ہے

"الحمدللہ حضور معہ اہل قافلہ بخیریت کے ساڑھے سات بجے شام پہنچ گئے ہیں"

امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اہل ربوہ کی طرف سے حضور کو خوش آمدید کہتے ہوئے آج صبح حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں حسب ذیل تار ارسال کیا

"ہم حضور کا پرتپاک خیر مقدم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی صحت زندگی اور کام میں برکت دے۔ اہل ربوہ حضور کی خدمت میں تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔" مرزا بشیر احمد ۶/۹/۵۵

قبرص کے متعلق مذاکرات ختم کرنے کا مطالبہ

لنڈن ۶ ستمبر۔ ترکی نے مطالبہ کیا ہے کہ قبرص کے مستقبل کے متعلق لنڈن میں جو بات چیت ہو رہی ہے وہ ختم کر دی جائے ترکی کے قائمقام وزیر خارجہ مسٹر زورلو نے کل یہاں ایک بیان میں مذاکرات ختم کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ترکی قبرص پر یونان کے دعوے کو تسلیم نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا اگر یونان نے اپنا مطالبہ جاری رکھا۔ تو ترکی اور یونان کی دوستی کو سخت نقصان پہنچے گا۔ انہوں نے مزید کہا برطانیہ نے جو مفاہمتی فارمولا تیار کیا ہے ترکی اس کے بھی خلاف ہے۔ یاد رہے یہ گفت و شنید برطانیہ ترکی اور یونان کے نمائندوں کے درمیان ہو رہی تھی:

ایم۔ اے (فلاسفی) اور پاکستان کی اعلیٰ سروسز کے امتحانات میں

محترم قاضی محمد اسلم صاحب کے صاحبزادے منصور احمد صاحب کی نمایاں کامیابی

یہ خبر جماعت میں نہایت خوشی اور مسرت سے سنی جائے گی کہ محترم قاضی محمد اسلم صاحب صدر شعبہ سائیکالوجی کراچی یونیورسٹی کے صاحبزادے مکرم منصور احمد صاحب نے امسال ایم۔ اے فلاسفی میں نہ صرف یہ کہ فرسٹ کلاس حاصل کی ہے۔ بلکہ آپ یونیورسٹی بھر میں اول آئے ہیں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکستان کی اعلیٰ سروسز (فارن سول وغیرہ) کے امتحان میں بھی نمایاں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ انہوں نے کل پاکستان لسٹ میں پانچویں پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللھم زد فزد

ادارہ الفضل مکرم منصور احمد صاحب کی ان نمایاں کامیابیوں پر خود انہیں اور ان کے والد محترم قاضی محمد اسلم صاحب کو دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحیح معنوں میں دین اور قوم و ملک کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور زندگی میں بیش از بیش کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازے اللھم آمین۔

۲ مصر کے وزیر اعظم کرنل جمال عبدالناصر نے ایک بیان میں دیگر عرب ملکوں کے تعاون اور امداد کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ بیرونی سازشوں اور سامراجی فریب کاریوں سے عرب اتحاد کو توڑا نہیں جا سکتا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۵ء

اسلامی جمہوریت

آج کل دنیا میں جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ جس کی سادہ اور مختصر تعریف یہ کی جا سکتی ہے۔ کہ حکومت کا کاروبار انہی تمام لوگوں کے ہاتھ میں ہو۔ جن لوگوں کے درمیان حکومت قائم کی جائے۔ چونکہ اس زمانہ میں یہ ناممکن ہے کہ ہر آدمی کی رائے ہر چھوٹے بڑے حکومتی معاملہ میں لی جائے۔ اس لئے جمہوریت کو چند ایسے اصول وضع کرنے پڑتے ہیں۔ کہ جن کی مدد سے ہر آدمی کی گو براہِ راست رائے تو نہ لی جا سکے۔ مگر ان کی رائے کی جھلک ہر ایسے کام میں پائی جاتی ہو۔ جو حکومت کے کاروبار سے تعلق رکھتا ہے۔

عام متداول طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک ملک کے تمام باشندوں کی تعداد کو لے کر ان کو بعض اصولوں کے مطابق گروپوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جو بذریعہ ووٹ اپنا اپنا نمائندہ چنتے ہیں۔ ہم یہاں ان تفاصیل میں نہیں جا سکتے۔ جو نمائندوں کے انتخاب کے متعلق ہیں۔ مختصر یہ ہے۔ کہ نمائندے ووٹوں کی اکثریت کے لحاظ سے منتخب ہوتے ہیں۔ عام طور پر چونکہ ایک ملک میں مختلف نظریات رکھنے والی سیاسی جماعتیں ہوتی ہیں، اس لئے جو جماعت عوام کو زیادہ متاثر کر لیتی ہے اس کے نمائندہ اکثریت میں ہوتے ہیں اور ان نمائندوں کی ہی حکومتی مجالس انتظامیہ قائم ہوتی ہیں۔ اس لئے عام طور پر نمائندوں کی اکثریت رکھنے والی جماعت ہی کے ہاتھ میں عنانِ حکومت بھی ہوتی ہے۔ اس لئے وہی اپنے سیاسی نظریات کے مطابق حکومت کے تمام محکموں کی سربراہ ہوتی ہے۔

ایک اچھی جمہوریت میں جو سیاسی پارٹی برسرِ اقتدار آتی ہے۔ اگرچہ جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ ملک کے تمام کاروبار پر اس کا ہی کنٹرول ہوتا ہے۔ مگر وہ سروسز میں براہِ راست دخل اندازی نہیں کرتی۔ اسی لئے اکثر جمہوری حکومتوں میں یہ قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ حکومت کے سول ملازمتوں کے افراد کے لئے سیاست میں حصہ لینا ممنوع ہوتا ہے۔

جو سیاسی پارٹی اپنے نمائندوں کی اکثریت کی وجہ سے برسرِ اقتدار آتی ہے۔ خالص جمہوریت میں وہی اپنے عہد اقتدار میں قانون سازی بھی کرتی ہے۔ اور ملک کی آمدنی کے خرچ کا بھی اس کو اختیار ہوتا ہے۔

چونکہ آج کل جیسا کہ ہم نے کہا ہے، جمہوریت کا زمانہ ہے۔ اس لئے تمام دنیا کے ممالک یہی دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کی حکومت جمہوری حکومت ہے۔ حالانکہ اس وقت کم از کم ایک مثال دنیا میں ایسی موجود ہے۔ جس کو مندرجہ بالا جمہوری اصولوں کے مطابق قطعاً جمہوری نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ زیادہ تر ڈکٹیٹرشپ یا کلیاتی حکومت ہے۔ اور وہ مثال روس کی ہے۔

بظاہر تو روس میں بھی جمہوریت کے اصول انتخاب پر عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت بالشویک پارٹی کے سوا حکومت میں ایک بھی ایسا نمائندہ شامل نہیں ہو سکتا۔ جو بالشویک نہ ہو۔ تعلیم اخبارات اور تمام پراپیگنڈے کے ادارے حکومت کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔ اور فوج اور پولیس کی طاقت بھی۔ الغرض ہر چیز جس سے عوام کو کرنا یا طوعاً متاثر کیا جا سکتا ہے۔ اسی کلک کے پاس ہے۔ اس لئے بالشویک نظریہ کے خلاف یہاں کسی پارٹی کا پنپنا ناممکن بنا دیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی حکومت نہ صرف یہ کہ جمہوری ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ صریحاً جبری حکومت ہوتی ہے۔ جو ایک پارٹی ہی بلکہ اس پارٹی کے سربرآوردہ لیڈروں بلکہ یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ایک ہی خود مختار انسان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جو محض اپنے ذاتی رعب دداب کی وجہ سے ملک کی تمام مادی طاقت پر قابض ہوتا ہے۔

بالشویک پارٹی کے اصولوں کا وہی آخری مفسر سمجھا جاتا ہے۔ اور وہی مطاع ہوتا ہے۔ وہ بے شک بظاہر انتخاب کے ذریعہ ہی اس تمام بے پناہ طاقت پر قابض ہوتا ہے۔ مگر اس کا انتخاب حقیقت میں آزادانہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ خود اپنے آپ کو منتخب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ دوسروں کو مجبور کرتا ہے۔ کہ اس کو منتخب کریں۔ خواہ پارٹی کے دبدبہ سے پارٹی کے باہر اس کے برخلاف سازش کا امکان کم ہوتا ہے۔ مگر پارٹی کے اندر کوئی منچلا ایک آدمی عموماً ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر اپنی ذاتی قوت پیدا کر لیتا ہے۔ اور پہلے شخص کا خاتمہ کر کے خود عنانِ حکومت ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

پارٹی کے اندر ایسا انقلاب اکثر تو شخصی طاقت کی حرص کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن پالیسی کے ذرا ذرا سے فرق کو بہانہ بنا لیا جاتا ہے۔ تاکہ عوام حقیقی وجہ کو سمجھنے سے قاصر رہیں۔

بڑے سے بڑے واضح نظریات میں بھی اختلافات ہونے ضروری ہیں۔ اس لئے جہاں کلیاتی اور آمری حکومت کا رواج ہو جاتا ہے۔ وہاں اکثر ذرا ذرا سے اختلافات خونریزی کی وجہ بن جاتے ہیں۔ اور طاقت کے بل پر ملک میں جو امن نظر آتا ہے۔ اس کی بنیاد مضبوط نہیں ہوتی۔ عوام جلد ہی اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور فطرت جلد ہی اپنی آزادی کی راہ پیدا کر لیتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ گو بظاہر ایسی حکومت کو جمہوری رنگ دیا ہوتا ہے۔ مگر یہ قطعاً جمہوری نہیں ہوتی۔ بلکہ خود مختار بادشاہی سے بھی کہیں زیادہ خوفناک طور پر خود مختارانہ ہوتی ہے۔

پہلے جب وراثت کی بناء پر بادشاہ ہوتے تھے۔ تو چونکہ ان کی بنائے حکومت صرف مادی طاقت پر نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے بعض ان میں سے بڑے نیک دل اور ہر دلعزیز ہوتے تھے۔ لیکن ایک ایسا انسان جس کے اقتدار کی بناء ہی مادی قوت ہوتی ہے۔ ایسے خیالات سے عموماً مبرا ہوتا ہے۔ جب تک وہ اپنی ذات میں مردِ آہن نہ ہو۔ حکومت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وہ اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے صرف طاقت پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔ مگر جب مادی طاقت کھسکتی ہے۔ تو وہ خود بھی منہ کے بل گر جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ وہ تمام نظریاتی ڈھانچہ بھی بیٹھ جاتا ہے۔ جو اس نے کھڑا کیا ہوتا ہے

آج کل بعض حلقوں سے یہ آواز سنی جاتی ہے۔ کہ پاکستان میں دستور حکومت اسلامی جمہوری اصولوں پر بنایا جائیگا۔ جس کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قرآن و سنت کے جمہوری اصولوں پر دستور وضع کیا جائے گا۔ ہم نے اوپر دو قسم کی جمہوری حکومت کا نمونہ پیش کیا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ ان دونوں نمونوں میں سے پاکستان کی حکومت کس نمونہ پر بنائی جائیگی۔

ظاہر ہے کہ قرآن و سنت کی توجیہہ میں ذرا ذرا سے مسئلہ پر اختلافات ہیں۔ چھوٹے چھوٹے فرقوں کو جانے دیجیئے۔ شیعہ اور سنی کا معاملہ ہی لے لیجئے۔ شیعوں کے نزدیک خلیفہ کا انتخاب غیر اسلامی ہے۔ مگر سنی اس کو جائز ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔

شیعہ موجودہ قرآن کریم کو اول تو اصلی قرآن ہی نہیں سمجھتے۔ پھر اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ وہ اس کو مکمل کتاب اللہ سمجھتے ہیں۔ تو نصف سے زیادہ آیات کلام اللہ کو وہ اہل بیت کے حق میں پیش کرتے ہیں۔ اور سنیوں سے آیت آیت پر سخت اختلافات رکھتے ہیں۔ سنت اور حدیث کا سلسلہ شیعوں اور سنیوں کا بالکل الگ الگ چلتا ہے۔

مطلب صرف یہ ہے کہ اگر دستور اسلامی جمہوریت پر قائم ہونا ہے۔ تو اس بات کی کیا ضمانت ہے۔ کہ یہاں سنیوں یا شیعوں کی ڈکٹیٹرشپ کبھی نہیں ہو سکے گی؟ یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ اسلام میں بیسیوں فرقے ہیں۔ جو تمام اقتدار حکومت اپنے فرقے کے ہاتھ میں لینے کے خواہاں ہیں۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ اہلحدیث وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے جس اندیشہ کا اظہار کیا ہے۔ وہ اس وجہ سے اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ کہ اسلام کے مندرجہ بالا فرقے سیاست اور مجرد مذہب کو الگ الگ نہیں سمجھتے۔ اس لئے جو لوگ دستور بنانے کے لئے آگے آئے ہیں۔ ان کے لئے یہ امر پیشِ نظر رکھنا نہایت اہم ہے۔ کہ وہ ایسا دستور بنائیں۔ جو صحیح معنوں میں جمہوری کہلا سکے۔ اور جس میں یہ امکان نہ ہے۔ کہ کوئی ایک فرقہ دوسروں کے علی الرغم اپنی فقہ یا توجیہات دوسروں پر ٹھونس سکے۔ اگر ان لوگوں نے اس معاملہ میں ذرا سی ڈھیل دکھائی۔ تو وہ ملک کو ہمیشہ کے لئے ایک ایسے گڑھے میں دھکیل دیں گے۔ کہ جو دائمی انارکی خونریزی اور تباہی کا گڑھا ہے۔

دعوت ولیمہ

مورخہ ۴ ستمبر کو بعد نماز مغرب مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب وائس پرنسپل جامعہ نصرت نے اپنے مکان واقعہ دار الصدر (غربی) میں اپنے برادر زادہ چوہدری شریف احمد صاحب ولد چوہدری غلام حسین صاحب کی دعوت ولیمہ دی، جس میں بہت سے بزرگانِ سلسلہ و احباب نے شرکت فرمائی۔

چوہدری شریف احمد صاحب کا نکاح پانصد روپیہ مہر پر بلقیس بیگم صاحبہ بنت چوہدری مختار احمد صاحب لال ساکن چک ۶۰ ضلع لائلپور کے ہمراہ ۳۰ ستمبر کو پڑھا گیا تھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

اعمالِ صالحہ کے قیام کے لئے جماعتی عہد کی تجدید

صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے اس تجویز کو منظور کر لیا

از مکرم عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال ربوہ

ربوہ آنے سے پہلے مجھے لمبے عرصہ سے جماعت کے مالی معاملات سے ایک گونہ تعلق رہا ہے بلکہ جماعتی تنظیم کے ساتھ مجھے جو بھی تعلق رہا ہے۔ وہ زیادہ تر جماعت کے مالی معاملات کے ساتھ ہی تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں ہمیشہ یہی محسوس کرتا رہا ہوں۔ کہ روپیہ جمع کرنا جماعت کا اصل مقصد نہیں حقیقی مدعا تو اصلاح اعمال ہے۔ بے شک عقیدہ کی اصلاح بھی بہت ہی ضروری ہے لیکن اس کی اہمیت بھی اسی وجہ سے ہے کہ عقیدہ کی اصلاح کے بغیر اعمال اور اخلاق کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

میں یہ بھی محسوس کرتا رہا ہوں۔ کہ جتنی توجہ ہماری جماعت کو اصلاح اعمال کی طرف ہونی چاہیئے۔ ہم اتنی توجہ نہیں کر رہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بیشک بار بار جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جماعت کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور جماعت وقتی طور پر کچھ جدوجہد بھی کرتی رہی ہے۔ لیکن منظم طور پر اور تواتر کے رنگ میں ابھی جماعت نے اس بارہ میں جہاد شروع نہیں کیا۔

خاکسار کا ارادہ تھا کہ ربوہ آنے پر میں اس اہم کام کی طرف صدر انجمن احمدیہ کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ میں نے محترمی ناظر صاحب تعلیم و تربیت اور محترمی ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ سے گزارش کی کہ ہم تینوں مل کر ایک سکیم بنائیں۔ اور اسے صدر انجمن احمدیہ سے منظور کروا کر جماعت میں رائج کریں۔

انہی دنوں مجھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ میں پنجاب کی بعض اہم جماعتوں کا دورہ کروں۔ میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور ان جماعتوں کے امراء، سیکرٹریان تعلیم و تربیت اور دوسرے احباب سے اس موضوع پر تبادلۂ خیال کرتا رہا۔ جس کے نتیجہ میں مجھے اس کام کی مزید اہمیت کا احساس ہوا اور میں نے معلوم کیا کہ اس وقت احباب کی طبیعتیں بھی اس کام کی طرف مائل ہیں۔ اور جماعت کے مخلصین کو یقین ہو چکا ہے کہ اب میدان کام کو اللہ تعالیٰ میں ڈالنا جماعت کے لئے خوشگوار نتائج کا حامل ہو سکتا ہے

میں دوسرے دونوں ناظر صاحبان سے مشورہ کرنے کی فکر میں ہی تھا کہ اگلے دن اچانک ایک رسالہ ہاتھ لگ گیا۔ اس کتابچہ کا نام "اعمال صالحہ" ہے۔ جسے تحریک جدید قادیان نے شائع کیا تھا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چھ خطبات شامل ہیں۔ اور ان میں معین اور مخصوص طور پر اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ جس کی خاکسار کو فکر تھی۔ میں اسے ایک نہایت ہی نیک اور بابرکت حسن اتفاق تصور کرتا ہوں۔ اور اب مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو اس مہم میں کامیاب کریگا۔ کیونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان خطبات میں جماعت احمدیہ کو ایسے رنگ میں اس کام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو حضور کا ہی حق ہے۔ اور اس خوبی سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ جو حضور کا ہی حصہ ہے۔ چنانچہ اب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلمات طیبات میں ہی اس کام کی ضرورت اور اہمیت بیان کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں نے بارہا بیان کیا ہے۔ کہ ہماری جماعت معمولی جماعتوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے قیام کی غرض دنیا کے موجودہ نقشہ کو بدل دینا ہے۔ اسلام کے عقائد پر درحقیقت اتنا حملہ آجکل نہیں ہے۔ جتنا کہ اسلامی شریعت اسلامی طریق اور اسلامی سنت پر ہے۔ اور چونکہ یہ حملہ نہایت بایک ہوتا ہے۔ پھر اس میں نفس کی سہولت اور آرام کا بھی بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے حملہ کا دفاع نہایت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر ہم غور سے دیکھیں۔ تو جہاں احمدیت نے لوگوں کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا ہے وہاں عملی دنیا میں تغیر نہایت ہی قلیل نظر آتا ہے۔ ...

"عقائد کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تبدیلیاں دنیا کے سامنے پیش کی تھیں۔ اس زمانہ میں ان کے خلاف نہایت جوش اور غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا۔ اور مسلمانوں نے یوں سمجھا۔ کہ اسلام پر تبر رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن جوں جوں جماعت احمدیہ کی طرف سے ان خیالات کو پھیلایا گیا۔ ان عقائد کی معقولیت، سچائی، صحت اور درستی لوگوں کے قلوب پر اثر انداز ہوتی چلی گئی۔ اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کے دل ان سچائیوں کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے۔ ...

"اور آج کے علماء کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ان تمام باتوں کو مان رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں جب ہم عمل کو دیکھتے ہیں۔ تو عملی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم جو ہے وہ غیر تو غیر اپنی جماعت میں بھی ابھی تک پوری طرح قائم نہیں ہوئی ...

"آج سے چالیس سال پہلے جن باتوں کو لوگ کفر قرار دیتے تھے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے ماتحت خود ہی لوگ ان باتوں کو مان رہے ہیں۔ اس سے قیاس کر لو کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو عمل کے متعلق تعلیم ہے۔ وہ ویسی زبردست نہ ہو ... اس کی کیا وجہ ہے۔ آیا یہ ہمارے کسی نقص کی وجہ سے ہے۔ یا یہ تعلیم کا نقص ہے یا ذرائع کا نقص ہے۔ کہ عقائد کی تعلیم کی تو یہ حالت ہے کہ کافر کہنے والے بھی اسے تسلیم کر رہے ہیں۔ اور عملی تعلیم اتنی کمزور ہے۔ کہ اپنوں پر بھی ابھی اس کا پورا اثر نہیں ہوا۔ یہ فرق کیوں ہے۔ جس دماغ پر ایک بات نازل ہوئی ہے۔ اسی دماغ پر دوسری بات بھی نازل ہوئی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عملی حصہ کمزور ہے؟ اس پر اگر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ضرور نقص ہمارے اندر ہی ہے ...

"میں امید کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو مخلص ہیں میرے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور ان باتوں کے پورا کرنے میں میری مدد کریں گے۔ تا ہماری جماعت پر جو اعتراض آتا ہے اسے ہم دور کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کوئی بعید بات نہیں۔ اگر ہم پکے طور پر بعض تدابیر اختیار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں اس حصہ میں بھی ویسی ہی کامیابی حاصل نہ ہو۔ جیسی عقائد کے بارہ میں ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے ...

"درحقیقت ہمارے لئے وہی خوشی کا دن ہوگا۔ جب ہمارا عقیدہ اور عمل دونوں اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے مطابق ہوں گے۔ کیونکہ عقیدہ بغیر عمل کے کچھ نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بھی اور آپ لوگوں کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم ان نقائص کو سمجھ سکیں۔ جن کی وجہ سے اب تک ہمیں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور وہ تدابیر اپنے فضل سے سمجھائے۔ فضل جن پر عمل کرنے سے کامیابی عطا ہو۔ اور ہمیں ایسے مخلص بندے دے جن کے دل ہر قسم کے بغض، کینہ اور کپٹ سے پاک ہوں۔ اور وہ ان تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اور وہ دن لانے کی کوشش کریں۔ جس میں مومن کی جنت اس کے قریب آجاتی ہے۔ یعنی عقیدہ اور عمل دونوں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہو جاتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو باتیں ہمارے سامنے پیش کی تھیں۔ ایک تو عقائد کی اصلاح کے متعلق تھی۔ عقائد کی اصلاح کے متعلق جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائی۔ اس کے متعلق ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں ہمیں ایسی عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ وہی امور جن کے متعلق لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے لگاتے تھے۔ جنہیں خلاف عقل تسلیم کرتے تھے۔ اور جن کو ماننے اور قبول کرنے کے لئے ملک کا کوئی طبقہ تیار نہ تھا۔ آج ہماری جماعت کے شدید سے شدید معاند اور بدترین مخالف بھی نہ صرف یہ کہ ان کی تردید نہیں کرتے۔ بلکہ انہیں تسلیم کرتے اور ان کی درستی کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اب بجائے یہ اعتراض کرنے کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف عقائد دنیا میں پھیلائے۔ لوگ اگر کہتے ہیں تو یہ کہ یہ سب باتیں تو پہلے سے قرآن مجید میں موجود تھیں۔ حضرت مرزا صاحب کا انہیں پیش کرنا ان کی کونسی خوبی اور کمال ہے۔

"یہ تغیر کوئی معمولی تغیر نہیں پچاس سال کے اندر دنیا کے لاکھوں نہیں کروڑوں افراد کے قلوب میں ایسا حیرت انگیز اور عظیم الشان انقلاب پیدا ہو جانا الٰہی نصرت اور اس کی تائید کے بغیر ممکن نہیں اور پھر یہ تغیر نہ صرف ہندوستان میں پیدا ہوا۔ بلکہ ہندوستان سے باہر بھی پیدا ہو چکا ہے پیدا ہو رہا ہے اور پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس تغیر کو رونما ہونے سے نہیں روک سکتی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تعلیم عملی اصلاح کے متعلق پیش کی۔ اس کی نسبت ... ہمارا کام یہ تھا کہ ہم خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے اور تمام دنیا میں ایک ایسا تغیر کر دیتے کہ اپنے تو الگ رہے۔ غیروں کے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ڈھل جاتے لیکن ہماری تو یہ حالت ہے ... ہمارے اپنے اعمال بھی ابھی تک اس قابل نہیں ہوئے۔ کہ ہم ان پر مطمئن ہو سکیں ...

"اس مشکل کا حل کیا ہے؟ اس غرض کے لئے ہمیں سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ اعمال کی اصلاح میں کونسی چیزیں روک ثابت ہوتی ہیں۔ تا ہمیں علاج معلوم کرنے میں آسانی ہو۔ اس سوال کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلی چیز جو عمل کی اصلاح کو مشکل بنا دیتی ہے۔ وہ لوگوں کا یہ احساس ہے۔ کہ ایک گناہ بڑا ہوتا ہے۔ اور ایک چھوٹا۔ عمل کی اصلاح میں سب سے بڑی روک ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض گناہوں پر انسان کو دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب وہ یہ اصل قائم کرتے ہیں کہ ایک بڑے گناہ ہوتے ہیں اور ایک چھوٹے گناہ ہوتے ہیں۔ تو کچھ حصہ گناہوں کا وہ اپنے گناہوں میں لاتے رہتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ یہ گناہ تو چھوٹا ہے۔ اس کے کرنے میں کون زیادہ حرج ہے اس طرح بیماری کا بیج ضائع نہیں ہوتا۔ اور بیماری کے بیج کے ضائع نہ ہونے کی وجہ سے خرابی ہمیشہ عود کرتی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔

"دوسرا سبب یہ ہے کہ عقیدہ ہر ایک کے دل میں ہوتا ہے۔ اور عقیدے کا تعلق دل سے ہے۔ لیکن عمل کا تعلق نقل سے ہے انسانی فطرت میں ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی ترقی کے لئے اس میں نقل کا مادہ رکھا ہوا ہے۔ اس نقل کے مادہ کا غلط استعمال کر کے کبھی انسان تباہ بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مادہ ہمارے فائدہ کے لئے رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ عمل چونکہ نظر آنے والی چیز ہے۔ اسلئے لوگ اس کی نقل کر لیتے ہیں۔ اور یہ بیج بڑھتا چلا جاتا ہے لیکن عقیدہ چونکہ نظر آنے والی چیز نہیں اس لئے وہ اپنے دائرے میں محدود رہتا ہے۔۔۔۔۔ پس عقیدہ اور عمل میں یہ ایک بہت بڑا فرق ہے جس کی وجہ سے برے عقیدے کا پھیلنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ جتنا برے عمل کا پھیلنا آسان ہوتا ہے۔

"تیسرا سبب یہ ہے۔ کہ عقیدہ آجل امور سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن عمل ایسے امور سے تعلق رکھتا ہے جو عاجل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ عقیدے کا تعلق دور کے امور سے ہوتا ہے۔ اور عمل کا تعلق قریب کے امور سے ہوتا ہے۔ یعنی عمل کا اثر دنیا کے معاملات پر پڑتا ہے۔ اور عقیدے کا اثر انسان کے ذہنی اثرات اور اسکی روح پر پڑتا ہے۔ اسلئے عقیدہ کی اصلاح میں دنیوی ضروریات حائل نہیں ہوتیں لیکن عمل کی اصلاح کے راستہ میں دنیوی ضروریات حائل ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء)

"چوتھا سبب۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اعمال کی اصلاح بہ نسبت عقائد کی اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔۔۔۔ یہ ہے۔ کہ عقیدہ کا تعلق عادت سے نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جب وہ بدل جاتا ہے تو ہمیشہ کے لئے بدل جاتا ہے۔ مگر عمل کا تعلق عادت سے ہوتا ہے۔۔۔۔۔ عادت ایسی چیز ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن عقیدہ میں عادت کا دخل نہیں ہوتا۔۔۔۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ جون ۱۹۳۶ء)

"پانچواں سبب اس مشکل کا یہ ہے کہ عقیدہ کے راستہ میں انسان کے بیوی بچے حائل نہیں ہوتے۔ لیکن عمل کے راستہ میں اس کے بیوی بچے حائل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ انسان کے جذبات اور اسکی محبت کے تعلقات جن وجودوں سے وابستہ ہیں عمل کے میدان میں وہ قدم قدم پر روک بنتے ہیں۔ اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ دیکھنا ہمارا خیال رکھنا۔ دیکھنا ہمارا خیال رکھنا۔ پس اسلئے قدم قدم پر وہ عمل کے راستہ سے اسے ہٹا دیتے ہیں۔ لیکن عقیدہ کے بارہ میں کوئی ایسی بات پیش نہیں آتی۔۔۔۔۔۔۔۔

چھٹا سبب جو اعمال کی اصلاح عقیدہ کی اصلاح کی نسبت زیادہ مشکل بنا دیتا ہے۔ یہ ہے کہ عقیدہ کا خیال ہر وقت نہیں رکھنا پڑتا۔ لیکن عمل کا خیال ہر وقت رکھنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔۔

"ساتواں سبب جس کی وجہ سے عقیدہ کی نسبت عمل کی اصلاح زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ عقائد کا تعلق خدا تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خشیت ہر وقت سامنے رہتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن عملی اصلاح کا تعلق انسانوں سے ہوتا ہے۔ اور انسانوں سے دشمنی بھی ہوتی ہے۔ بے تعلقی بھی ہوتی ہے۔ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن سے کوئی لالچ ہوتا ہے۔ یا جنہیں ہم سے کوئی غرض ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ اسلئے انسان عمل کے میدان میں بہت سی کمزوریاں دکھا دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آٹھواں سبب یہ ہے کہ عمل کی اصلاح دنیا میں ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک خاندان کی اصلاح نہ ہو۔ لیکن عقیدہ کی اصلاح اپنے طور پر ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اعمال کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ سب خاندان کے اعمال درست ہوں۔۔۔۔۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ قوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ اے میرے بندو نہ صرف اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی آگ سے بچاؤ تمہارا صرف اپنے آپ کو آگ سے بچانا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بچانا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر دوسرا نہیں بچے گا۔ تو وہ تمہیں بھی لے ڈوبیگا

"یہ روکیں ہیں۔ جو اعمال کی اصلاح میں پیدا ہوتی ہیں۔ گو اور بھی بعض اسباب ہیں جن کی وجہ سے اعمال کی اصلاح عقیدہ کی اصلاح کی نسبت زیادہ مشکل ہوتی ہے لیکن مثال کے طور پر میں نے آٹھ باتیں بتائی ہیں۔۔۔۔۔

عملی اصلاح کے لئے ہمیں وہی طریق اختیار کرنا پڑے گا جو ہر نبی کے زمانہ میں اختیار کیا جاتا ہے کہ خاوند کو بیوی سے۔ بچے کو ماں سے۔ ماں کو بچے سے۔ بھائی کو بہن سے اور بہن کو بھائی سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ اس قربانی کو اختیار کئے بغیر اب چارہ نہیں کیونکہ اس کے بغیر احمدیت ایک تمسخر ہو جاتی ہے لیکن جب ہم اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جب ہم خدا کے لئے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی جدائی کو برداشت کر لیں گے۔ تو جیسا کہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ وہ بچھڑے ہوؤں کو ملاتا ہے۔ ہماری جماعت کے بچھڑے ہوئے عزیز بھی مل جائیں گے۔۔۔۔۔۔ مگر وہ ایک دفعہ اس قربانی کو چاہتا ہے۔ جو اعمال کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔

"ہم میں سے کتنے ہیں۔ جنہوں نے عقائد کی اصلاح کے لئے اپنے والدین کو چھوڑا کتنے ہی ہیں جنہوں نے اپنی بیویوں کو چھوڑا کتنے ہیں جنہوں نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑا۔ اور انہوں نے اسکی کوئی پرواہ نہ کی۔ اب اگر وہی قربانی ہماری جماعت عمل کی اصلاح کے لئے کرے۔ تو اس دوسری آزمائش کے بعد ہماری چاردیواری مکمل ہو جاتی ہے۔ اب تک ہماری صرف دو دیواریں عقائد والی ہیں۔ دو دیواریں جو عمل والی ہیں۔ وہ ابھی ہم نے تعمیر نہیں کیں اس وجہ سے چور آتا ہے اور ہمارا مال اٹھا کر لے جاتا ہے۔ لیکن جب ہم اس قربانی کے نتیجہ میں اپنی چار دیواری مکمل کر لیں گے۔ تو پھر چور کے داخل ہونے کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ خود بھی اس سوال پر غور کریں اور جماعت کی عملی اصلاح کی تدابیر سوچیں۔۔۔

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اعمال کی اصلاح کا علاج موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا مامور یونہی تو نہیں بھیجدیا۔ کس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہو۔ مگر وہ تدابیر نہ بتائی ہوں۔ جن سے لوگوں کے اعمال کی اصلاح ہو سکے اس نے تدابیر بتائی ہیں۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جماعت اس بات کا پختہ عہد کرے۔ کہ وہ ان تدابیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گی۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی جگہ عہد کریں کہ ہم ان تجاویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔۔۔۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۳۶ء)

"دنیا میں کام کرنے کی دقتیں دو ہی ہیں۔ ایک قوت موثرہ کی کمی اور دوسرے قوت متاثرہ کی کمی۔ یا تو ناکامی اس لئے ہوتی ہے کہ کام کے پیچھے قوت ارادی مضبوط نہیں ہوتی۔ جس کے ذریعہ وہ کام ہو سکتا ہے۔ یا پھر قوت ارادی تو ہوتی ہے۔ مگر بیرونی مخالفت اتنی شدید ہوتی ہے۔ کہ اس پر غالب آ جاتی ہے۔۔۔۔۔۔

"گو ہم میں سے افراد اعمال کی اصلاح میں بھی کامیاب ہیں۔ مگر قومی اصلاح بعض افراد کی اصلاح سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے جماعتی اصلاح ضروری ہوتی ہے۔ جماعتی اصلاح دنیا کے سامنے ایک ایسا نظارہ پیش کرتی ہے۔ کہ دوسرے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی منشی محمد صاحب تین چار روز سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ رجال الدین ربوہ

پس یا تو قوت ارادی کو مضبوط کرو۔ اور یا پھر قوتِ متاثرہ کے نقص کو دور کرو۔ یہی دو علاج ہیں۔ اگر ہم اپنے ارادوں میں اتنی طاقت پیدا کر لیں۔ کہ وہ سب روکوں کو مٹا دے۔ تو پھر بھی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اور ایسی قوت ارادی ایمان سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ ایمان جس قدر مضبوط ہوگا۔ اسی قدر قوتِ ارادی مضبوط ہوگی۔ اگر ایمان کمزور ہو۔ تو قوتِ ارادی بھی کمزور ہوگی۔ .... (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ رجولائی ۱۹۳۶ء) .... لیکن اس کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی ہے۔ جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور جو دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے اور وہ یہ کہ علمی طور پر انسان میں کمزوری ہو۔ کیونکہ ارادہ بھی علم کے ماتحت چلتا ہے۔.......

"تیسری چیز دوسرے کا سہارا ہے۔ جو دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک نگرانی کا اور دوسرا جبر کا۔ یعنی کچھ حصہ سہارے کا ایسا ہوتا ہے۔ جو نگرانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک دوست پاس بیٹھ جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ میں تمہیں فلاں بدی کا ارتکاب کرنے نہیں دوں گا۔ اور ایک حصہ سہارے کا ایسا ہوتا ہے۔ جو جبر پر مشتمل ہوتا ہے۔ .... اس جبر کے نتیجہ میں گو ابتداءً وہ جبراً نیکی کے اعمال بجا لاتا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کے دل میں بھی ایمان پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ خوشی سے نیک اعمال میں حصہ لینے لگ جاتا ہے۔

"یہ وہ ذرائع ہیں۔ جن سے بُرے اعمال کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ بغیر ان ذرائع کے اختیار کرنے کے اصلاح اعمال میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایمان کا پیدا کرنا۔ علم صحیح کا پیدا کرنا نگرانی کرنا اور جبر کرنا یہ چار چیزیں ہیں۔ جن کے بغیر تمام قوم کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے۔ جو ایمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ایسے لوگوں کے قلوب میں اگر قوت ایمانیہ بھر دی جائے۔ تو ان کے اعمال درست ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے۔ جو عدم علم کی وجہ سے گناہوں کا شکار رہتا ہے۔ اس کے لئے صحیح علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایک طبقہ جو نیک اعمال میں حصہ لینے کے لئے دوسروں کی مدد کا محتاج ہوتا ہے وہ نگرانی کا مستحق ہوتا ہے۔ اور وہ طبقہ جو بالکل گرا ہوا ہو۔ وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے اور جب تک اسے سزا نہ دی جائے۔ اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

"اگر ہم ان چاروں ذرائع کو اختیار کریں گے۔ تو ہم کامیاب ہوں گے اور اگر ہم ان چار ذرائع میں سے ایک ذریعہ کو بھی چھوڑ دیں گے۔ تو کامیابی حاصل نہیں کر سکیں گے .... مگر یہ پہلے دو ذرائع کو چھوڑ کر مؤخر الذکر دو ذرائع کی تفصیل کیا ہے۔ اور کس کس طرح ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق میں بتا چکا ہوں۔ کہ یہ میری تحریک جدید کا دوسرا حصہ ہے۔ اور ابھی اسی وقت بیان کیا جائے گا۔ جب تحریک جدید کے دوسرے حصہ کو پیش کرنے کا وقت آیا۔ لیکن اصول میں نے بیان کر دیئے ہیں۔ اور اس سے دوست بہت حد تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

" لیکن دو چیزیں ایسی ہیں۔ جن پر اسی وقت عمل شروع ہو جانا ضروری ہے۔ ان میں سے پہلی چیز جس پر ابھی سے عمل شروع کر دینا چاہیئے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات۔ آپ کی وحی۔ آپ کے الہامات اور آپ کے تعلق باللہ کا متواتر لوگوں کے سامنے ذکر کیا جائے۔ اور ہر شخص کو بتایا جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے کیا فوائد ہیں۔ اس کی محبت کس طرح انسانوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس کا پیار جب کسی انسان کے شامل حال ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے کس طرح امتیازی سلوک کرتا ہے۔...

" مجھے افسوس ہے۔ کہ گو یہ مضمون نہایت ہی اہم ہے۔ مگر چونکہ اب عصر کا وقت ہو رہا ہے۔ اور میرا گلا بھی بیٹھ گیا ہے۔ اس لئے میں اصلاح اعمال کے متعلق اپنے خطبات کو موجودہ صورت میں ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے بتایا ہے۔ کہ اس مضمون کے زیادہ تر حصے ایسے ہیں۔ جو تحریک جدید کے دوسرے حصہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا اسی وقت بیان کرنا مناسب ہے۔ لیکن اس سے پہلے ہماری جماعت کے علماء لوگوں کو تیار کر سکتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے علم و فہم بخشا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی خشیت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور الٰہی محبت کے حاصل کرنے کی خواہش اپنے قلوب میں پاتے ہیں۔ لوگوں کو اسی رنگ میں تیار کر سکتے ہیں۔ اور ان کے اعمال کی اصلاح میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اور میرے کام میں سہولت پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی نظر میں خلیفۂ وقت کے نائب قرار پا سکتے ہیں۔

" اس کام کا طریق میں بتا چکا ہوں۔ جو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات اور آپ کے فیوض لوگوں پر ظاہر کئے جائیں۔ خدا تعالیٰ کے زندہ نشانات کا بار بار ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے ذرائع لوگوں کو بتائے جائیں۔ اور خلیفۂ وقت کی اطاعت اور نظام کی فرمانبرداری کی تلقین کی جائے......

" لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ وفات مسیح اور ختم نبوت کے مسائل میں ہی مشغول رہتے ہیں۔ حالانکہ جس حصہ کی طرف ان کی توجہ ہے۔ وہ علمی ہے۔ اور جس حصہ کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ علمی اور عرفانی ہے۔ علم اور چیز ہے۔ اور عرفان اور چیز...... مگر ہمارے علماء کی ساری توجہ اس وقت غیر احمدیوں کی طرف ہے۔ اپنی جماعت کی طرف نہیں۔ اپنی جماعت کے متعلق غالباً وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ چاہے ڈوبے یا مرے۔ ہمیں اس سے کیا کام ہے۔ حالانکہ اگر وہ قلوب کی اصلاح کریں۔ اور لوگوں کے دلوں میں عرفان اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔ تو کروڑوں کروڑ لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگ جائیں۔

" اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ کہ اگر تبلیغ کے ذریعہ تم اپنے مذہب کی اشاعت کرو گے۔ تو ایک ایک دو دو کر کے لوگ تمہاری طرف آئیں گے۔ لیکن اگر تم استغفار اور تسبیح کرو۔ اور اپنی جماعت سے گناہ دور کر دو۔ تو پھر فوج در فوج لوگ آئیں گے۔ اور تمہارے اندر شامل ہو جائیں گے۔........

...... پس یہ طریق ہے جس سے جماعت کی عملی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ورنہ خالی وفات مسیح اور ختم نبوت کے مسائل بیان کرنے سے جماعت کی عملی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ان مسائل کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ وہ بھی ضروری ہیں۔ مگر وہ ایک ابتدائی حربہ ہیں۔

" پس پیشتر اس کے کہ تحریک جدید کا دوسرا حصہ آئے۔ میں علماء سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ ان لائنوں پر جماعت کو تیار کرنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ وقت آنے پر جماعت کا کچھ حصہ فیل نہ ہو جائے۔.........

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ رجولائی ۱۹۳۶ء)

ان خطبات میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جس پُرزور طریق پر اور جس پُردرد رنگ میں جماعت کو اصلاحِ اعمال کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کی ایک جھلک مندرجہ بالا اقتباسات میں دیکھی جا سکتی ہے۔ حضور نے جو باتیں آج سے انیس سال پہلے بیان فرمائی تھیں۔ ان کی ضرورت اور اہمیت آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ جیسی اس وقت تھی۔ بلکہ آج ان باتوں کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ پچھلے دنوں میں نے پنجاب کی اہم جماعتوں کے جو دورے کئے۔ ان میں بھی مجھے یہی معلوم ہوا۔ کہ اصلاح اخلاق کے لئے منظم جہاد کرنے کی ضرورت نہایت ہی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اور یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے اس معاملہ میں بہت بڑی حد تک غفلت اور کوتاہی کا ثبوت دیا ہے۔ ممکن ہے اس بارہ میں کچھ کوشش ہوئی ہو۔ لیکن جہاں تک خاکسار کو یاد پڑتا ہے۔ ایسی منظم اور مسلسل کوشش اس غرض کے لئے نہیں ہوئی۔ جتنی پُرجوش اور متواتر جدوجہد کے لئے حضور نے ان خطبات میں تلقین فرمائی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات والاصفات کے ساتھ جو عقیدت جماعت کو ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اور اسلام کی ترقی کی جو توقعات حضور کی ذاتِ بابرکات سے وابستہ ہیں۔ وہ ظاہر و باہر ہیں۔ خود حضور نے اپنے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۱۹ رجون ۱۹۳۶ء میں فرمایا تھا۔ کہ "اس وقت اسلام کی ترقی اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ وہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سنے گا وہ جیتے گا اور جو میری نہیں سنے گا وہ ہار یگا۔" درحقیقت اس وقت تمام دنیا کی نجات حضور کے دامن سے وابستہ ہے۔ کیونکہ اسلام کے سوا موجودہ مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی اور کوئی صورت نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک لمبے عرصہ کی جدائی کے بعد واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اس مبارک و مسعود موقعہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے جتنا بھی شکرانہ ادا کیا جاوے۔ وہ کم ہے۔ اور شکرانہ کا جو طریق ذات باری تعالیٰ کو محبوب ہے۔ یہی ہے کہ ہم اپنے سابقہ گناہوں کوتاہیوں اور کمزوریوں پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اس کی راہ میں مردانہ وار قدم اٹھانے کا تہیہ کریں۔ اور یہی چیز اس کے قائم کردہ خلیفہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ترین ہوگی۔

پس خاکسار کی تجویز یہ ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامیاب اور بامراد مراجعت پر جہاں دوسرے مختلف رنگوں میں جماعت حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کریگی۔ وہاں تمام جماعتیں یعنی صدر انجمن ہائے احمدیہ بھی اور مقامی اور ضلعوار اور صوبائی انجمنیں بھی اس قسم کی قرار دادیں پاس کریں کہ

" ہم سب ممبران جماعت احمدیہ اس امر کا عہد کرتے ہیں۔ کہ آئندہ پورے جوش اور تندہی کے ساتھ ہم ان تمام تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے متواتر اور مسلسل جدوجہد کریں گے۔ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصلاحِ اعمال کے لئے اپنے خطبات فرمودہ وسط ۱۹۳۶ء میں ارشاد فرمائی تھیں۔ اس معاملہ میں اس سے پہلے ہم سے

(باقی صفحہ ۶ پر)

تحریک جدید کے چندے سے اسلام اور احمدیت کی تبلیغ

قیامت تک ہوتی رہے گی۔ دور اوّل کے وہ السابقون الاوّلون جن کی انیس ۱۹ سالہ فہرست بن گئی ہے ان میں سے جنکا کچھ بقایا ہے وہ دس اکتوبر ۵۵ء تک اپنا نام درج فہرست کروالیں تا اس جہاد کبیر کے قیامت تک کے ثواب سے محروم نہ رہ جائیں

تمباکو اور حقہ نوشی وغیرہ سے اجتناب کی ہدائیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

(۱) "تمباکو کو ہم سکرات میں داخل نہیں کرتے لیکن یہ ایک لغو فعل ہے اور مومن کی شان ہے والذین ھم عن اللغو معرضون۔ اگر کسی کو کوئی طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے۔ اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتا تو آپ اپنے صحابہ کیلئے کبھی پسند نہ فرماتے" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

(۲) تمباکو کی نسبت فرمایا کہ "یہ شراب کی طرح تو نہیں ہے کہ اس سے انسان کو فسق و فجور کی طرف رغبت ہو۔ مگر تاہم تقویٰ یہی ہے کہ اس سے نفرت اور پرہیز کرے۔ منہ میں اس سے بدبو آتی ہے اور یہ منحوس صورت ہے کہ انسان دھوآں اپنے اندر داخل کرے اور پھر باہر نکالے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ ہوتا تو آپ اجازت نہ دیتے کہ اسے استعمال کیا جائے یہ ایک لغو اور بیہودہ حرکت ہے" (البدر ۳ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۳) فرمایا "انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ایمان ہو اور بہت سے ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں جو اپنی پرانی عادات کو چھوڑ بیٹھے ہیں . . . . میں حقہ کو منع کرتا اور ناجائز قرار دیتا ہوں۔ مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو۔ یہ ایک لغو چیز ہے اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے" (البدر ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء)

(۴) "میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے کہ تا دوسروں کے لئے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں" (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم)

احباب جماعت کو چاہیئے کہ تمباکو اور حقہ نوشی وغیرہ سے اجتناب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے مطابق عمل بنائیں۔ سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت ماہواری رپورٹ میں اس کا خاص طور پر ذکر کریں۔

ناظر تعلیم و تربیت ربوہ

دوسری سہ ماہی کا نصاب اور قائدین خدام الاحمدیہ

۵ مئی سے ۱۵ اگست ۱۹۵۵ء تک دوسری سہ ماہی کے لئے ذیل کا نصاب مقرر تھا (۱) دیوبند میں مباحثہ چکڑالوی۔ (۲) تجلیات الٰہیہ (۳) ختم نبوت کی حقیقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بلند شان۔

مجالس نے حسب سابق اپنے طور پر امتحان لینا تھا اور اس کے نتائج سے مرکز کو آگاہ کرنا تھا۔ لیکن ابھی تک صرف ایک مجلس کی طرف سے نتائج موصول ہوئے ہیں۔ براہ کرم جن جن مجالس میں یہ امتحان لیا گیا ہے ان کے قائدین کرام سے گذارش ہے کہ وہ نتائج سے جلد از جلد مرکز کو آگاہ کریں۔ تاکہ مرکز اسناد بھجوانے کا انتظام کر سکے۔

نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تعلیم الاسلام ہائی سکول میگزین کی ضرورت

تعلیم الاسلام ہائی سکول میگزین جو کسی زمانہ میں قادیان سے سال میں چار بار شائع ہوا کرتا تھا۔ اس میں میرے قلم سے حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم کے متعلق ایک مختصر مقالہ چھپا تھا۔ اگر وہ رسالہ کسی دوست کے پاس ہو تو از راہ کرم مجھے وہ رسالہ فرما دیں۔ میں ایک ہفتے کے بعد واپس بھیج دوں گا۔

نذیر احمد حقانی ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

دعائے نعم البدل

خاکسار کی بچی عزیزہ امۃ السمیع عمر ۱۰ ماہ بعارضہ ڈبل نمونیہ بیمار رہ کر فوت ہوگئی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے۔ آمین

عبدالرحمٰن قادیانی سرشتہ دار لائلپور

شکریہ احباب و درخواست دعاء

قارئین روزنامہ الفضل نے میری علالت کے متعلق دعائیہ اعلانات پڑھے ہوں گے اور میرے حق میں دعائیں بھی کی ہوں گی فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ میں گو کامل طور پر صحت یاب نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے اور عزیز دوستوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں رو بصحت ضرور ہوں۔ اور میو ہسپتال (جہاں میں زیر علاج تھا) سے اپنے گھر آگیا ہوں۔ مجھے کچھ عرصہ سے پیچش، اختلاج قلب اور سرطان کی تکلیف تھی جس کے بڑھ جانے کی وجہ سے مجھے میو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ بعدہ یرقان اور بندش پیشاب کی تکلیف ہو گئی ان تمام عوارض کے بیک وقت جمع ہو جانے کی وجہ سے نازک صورت پیدا ہو گئی۔ میرے متعلق یہ خیال کیا جانے لگا کہ چند روز کا ہی مہمان ہوں۔ میرے عزیز و اقارب بیٹے بیٹیاں، بہو، بھائی، ساس، بیوی و دیگر اعزا جو اپنی رہائش اور ملازمت کے سلسلہ میں دور دراز مقامات میں مقیم تھے سب جمع ہو گئے اور میری اس نازک صورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو بھی دوڑ دھوپ کر سکتے تھے کی اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی خدمات کا انہیں بہتر صلہ دے اور دونوں جہانوں میں اجر سے نوازے۔ آمین

موجودہ وقت میں مجھے یرقان اور بندش پیشاب کی تکلیف تو بالکل ہی نہیں البتہ اختلاج کا کبھی کبھار دورہ پڑ جاتا ہے اور کسی حد تک پیچش اور سرطان کی کیفیت باقی ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اس موذی مرض سے شفائے کامل دے۔ میں اپنے مشفقوں، مہربانوں سے امید کرتا ہوں مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحق صاحب اور عملہ میو ہسپتال کا کہ انہوں نے کمال شفقت سے میری بیماری کی تشخیص کی اور موزوں ترین ادویہ تجویز کیں اور میری بیماری کے دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کو عمل میں لائے فجزاھم اللہ احسن الجزاء

آخر پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بخیریت واپسی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ اور خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی شفایابی کے لئے احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں اپنی دعاؤں میں خاص طور سے یاد رکھیں۔ اللہ تعالےٰ حضور کو اپنے خاص فضل سے خیریت سے پہنچائے اور ان تمام بزرگ بیماروں کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عزیز احمد ملک پنشنر، اردو بازار لاہور

گمشدہ بچہ

میرا چھوٹا بھائی مسمی صادق علی بعمر ۱۳-۱۴ سال ۲۶ اگست صبح دس بجے سے گھر سے غائب ہے ہلکے نیلے رنگ کی قمیص اور اسی رنگ کا دھاری دار پاجامہ پہنے ہوئے۔ پاؤں میں سیاہ ربڑ کے سلیپر اور سر سے ننگا۔ عزیز کی دماغی حالت ٹھیک نہیں اس لئے نام بھی نہیں بتا سکتا۔ اگر کسی دوست کو نظر آئے تو از راہ کرم ہمیں اطلاع دیں۔

نور علی خاں معرفت دواخانہ مفرح حیات ۵۵ نلیمنگ روڈ لاہور

درخواستہائے دعاء

(۱) میرا بھائی محمد صدیق فورڈ گرین سپروائزر لائلپور عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے نیز میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات اور پریشانیاں دور فرمائے اور مجھے اپنے والدین اور دیگر بزرگوں اور سلسلہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد لطیف پرنامی محلہ کربلا روڈ مکان نمبر ۵۹۶ منٹگمری

(۲) مکرم برادرم رحمت اللہ صاحب بٹ بیمار ہیں اور ٹیکسلا ہسپتال میں زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

محمد شفیع ہیڈ کلرک چیفس کالج لاہور

(۳) اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد اسلام صاحب ننگلی کراچی میں عرصہ ایک ماہ سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

اقبال احمد جاوید جڑانوالہ ضلع لائلپور

مجالس ۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء تک اپنے سالانہ انتخابات مکمل کر کے منظوری حاصل کر لیں!

نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

طلبہ کی تعلیم کا مقصد متوازن معاشرہ کی تعمیر ہونا چاہیئے

سندھ یونیورسٹی کے طلباء سے گورنر سندھ خان ممدوٹ کا خطاب

حیدرآباد ۵ ستمبر۔ سندھ کے گورنر خان افتخار حسین ممدوٹ نے آج یونیورسٹی کی تقسیم اسناد کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یونیورسٹی ایک ایسی تربیت گاہ ہونی چاہیئے جہاں سے فارغ التحصیل ہوکر نکلنے والے طلباء زندگی کے ہر میدان اور علم و فن کے تمام شعبوں میں راہنمائی کر سکیں۔

یونیورسٹی کو ٹھوس تعلیم کے ذریعے بہترین اور متوازن معاشرہ کی تعمیر کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ تاکہ نوجوانوں کی ترقی پذیر صلاحیتوں سے عوام کو فائدہ پہنچ سکے اور علم و فن کی مشعل ہاتھ میں لے کر انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر سکیں

نواب ممدوٹ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہمیں فنی تعلیم کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا۔ قانون، طب، انجینئرنگ وغیرہ کے علاوہ تحقیقاتی امور کی طرف بھی دھیان دینا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری یونیورسٹیاں اس وقت ہمارے قومی تقاضے پورے کرنے کے قابل نہیں ہوئیں اسلئے ہمیں موجودہ تعلیمی نظام کو از سر نو منظم کرنا چاہیئے۔ جس میں سائنسی تحقیقات کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیئے۔ خان افتخار حسین نے کہا کہ ہم دنیا کی اقوام میں تہذیب کے لحاظ سے انفرادیت رکھتے ہیں۔ اسلئے ہمیں بہت سا تہذیبی ورثہ دوسروں کو بھی پیش کرنا ہے۔ اور ان سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ انہوں نے طلبہ کو مشورہ دیا کہ اگر وہ یہ خیال کریں گے کہ انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی ہے۔ تو وہ سخت غلطی کریں گے بلکہ آپ کو حضرت پیغمبر صلعم کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے آپکو طالب علم تصور کرنا چاہیئے اور ہر وقت ہر جگہ حصول علم کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے۔

مراکش کی صورت حال پر تشویش وزیر خارجہ انڈونیشیا کا بیان

جکارتا ۵ ستمبر۔ انڈونیشیا کے وزیر خارجہ نے کل اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ان کی حکومت فرانسیسی مراکش اور الجزائر میں موجودہ بدامنی کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ میں انڈونیشیا کے وفد کو ہدایت دیدی گئی ہے۔ کہ وہ اس سلسلے میں کوئی پرامن راستہ تجویز کریں۔

حکومت پنجاب کی طرف سے ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کے قرضہ کا اجراء

لاہور ۳۱ اگست۔ حکومت پنجاب نے ۳ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ کا ایک نیا قرضہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو ۳½ فی صدی قرضہ پنجاب ۱۹۶۲ء - ۶۳ کہلائے گا۔ قرضے کی رقوم ۱۷ ستمبر سے ۲۳ ستمبر تک وصول کی جائیں گی۔ قرضے کی رقوم پنجاب کی آبپاشی زراعتی اور بجلی کی ترقی کے منصوبوں کی مالی امداد ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل کی ترقی اور نواحی بستیوں کی تعمیر پر صرف کی جائیں گی۔ نیز زمینداروں اور امپروومنٹ ٹرسٹوں کے لئے قرضہ جات بھی مذکورہ رقم میں سے دیئے جائیں گے۔

بقیہ ص ۵

اعمال صالح کے قیام کے لئے جماعتی عہد کی تجدید

جو غفلت اور کوتاہی ہوئی اس کے لئے ہم معافی کے طلبگار ہیں۔ اور آئندہ کے لئے اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ خصوصاً اپنی اور اپنی اولادوں اور اپنے ہمسائیوں کی زندگیاں رضائے الٰہی کے ماتحت ڈھالنے کے لئے ہم تا مرگ پوری جانفشانی اور انہماک سے کوشش کرتے رہیں گے۔ تا ہم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور سرخرو ہو سکیں۔ حضور سے عاجزانہ التماس ہے کہ حضور از راہ ترحم اسبارہ میں آئندہ بھی ہماری راہنمائی فرماتے رہیں اور ہم کمزوروں کے لئے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے اور ہمارا

شمالی افریقہ

شمالی افریقہ کو براعظم دوبہ اعظم کہا جاتا ہے۔ دو جانب سے صحرا صحرائے اعظم اور صحرائے لیبیا اسے ما بقی افریقہ سے جدا کرتے ہیں۔ دو سمندر بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس اسے مغربی دنیا سے علیحدہ کرتے ہیں اس میں تین ایسے علاقے شامل ہیں جو مغربی معیار کے تین بڑے ملک بن سکتے ہیں الجزائر (۸۵۰،۰۰۰ مربع میل) جو رقبے میں فرانس سے چار گنا ہے۔ مراکش (۱۵۸،۰۰۰ مربع میل) اور ٹونس ۴۸،۰۰۰ مربع میل۔ زیادہ تر حصہ خشک صحرائی ہے۔ لیکن شمال ٹونس سے الجیریا اور مراکش میں کوہ اطلس تک جو پہاڑی سلسلہ چلا گیا ہے وہاں بہت سے قیمتی معدنیات ہیں۔ ان پہاڑوں کی وادیاں حد درجہ سرسبز و شاداب ہیں اور اگر ان زمینوں کی مناسب آبپاشی ہو تو یہی زمین سونا اگل سکتی ہے چونکہ بحیرہ روم۔ اوقیانوس اور افریقی دنیا کے سرے شمالی افریقہ سے ملتے ہیں۔ اس لئے ہزارہا سال کے زمانے سے اس کی بڑی عسکری اہمیت رہی ہے۔ یہ علاقہ مغربی افریقہ میں فرانس کے وسیع غیر ملکی مقبوضات کا باب الداخلہ ہے۔ مراکش میں امریکہ کے پانچ ہوائی اڈے ہیں۔

عوام شمالی افریقہ میں عام طور پر بربر قبائل بستے ہیں۔ جن کے ماضی کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ آج سے بارہ سو سال قبل ان علاقوں پر اسلامی پرچم لہرایا۔ اور صدیوں تک لہراتا رہا۔ اس لئے یہاں کے قبائل مسلمان ہیں۔ انیسویں صدی میں فرانس نے اس پر قبضہ کیا۔ اس وقت یہاں کی جملہ آبادی ۲ کروڑ دس لاکھ ہے۔ جن میں ۹۵ لاکھ الجیریا میں۔ مراکش میں ۸۵ لاکھ اور ٹونس میں ۳۷ لاکھ۔ پھر اس آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مراکش کے کوہ اطلس کی وادیوں میں تیس لاکھ بربر قبائل بستے ہیں فرانسیسیوں کی تعداد ۱۵ لاکھ ہے۔ مراکش میں بسنے والے فرانسیسی سرمایہ داروں کے حق میں مراکش در اصل فرانس کا ٹیکساس ہے۔ یعنی اس کو وہی درجہ حاصل ہے۔ جیسے امریکہ میں ریاست ٹیکساس کو ان کی بڑی بڑی زمینداریاں ہیں۔ اور کروڑہا فرینک سالانہ کی آمدنی ہے۔ لیکن مقامی باشندوں کی گزر بسر چھوٹے چھوٹے خطوں پر ہے۔ جن پر میکانی طریقوں سے کاشت نہیں ہو سکتی۔ اور جہاں پیداوار بہت ہی کم ہوتی ہے۔

سیاسی صورت حال:۔ شمالی افریقہ کے یہ تینوں علاقے فرانسیسی یونین کے قبضے میں ہیں۔ لیکن مختلف طریقوں سے الجیریا پر ایک گورنر جنرل کی حکمرانی ہے اس وقت یہ عہدہ جیکولیس سوسٹلے کے پاس ہے۔ شمالی الجیریا تین فرانسیسی محکموں میں منقسم ہے۔ اور جس کی نمائندگی پیرس کی قومی اسمبلی میں نائبین کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور جنوبی افریقہ جو ۹/۱۰ رقبہ پر مشتمل ہے۔ لیکن یہاں کی آبادی کل آبادی کا دسواں حصہ ہے۔

ٹونس اور مراکش فرانس کی زیر تولیت ہیں۔ ظاہری طور پر یہ مقامی سلاطین ٹونس کے بے اور مراکش کے سلطان کی زیر حکمرانی ہیں۔ لیکن در حقیقت فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل ہو کر ٹکا لیبور ہی سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔

بیرونی طاقتوں کی حکمرانی اور حکمران و محکوم طبقے کے مابین دولت و حیثیت کا اتنا بڑا فرق ہی در اصل ایشیا و افریقہ میں قوم پرستی کی آگ پر تیل کا کام کر رہا ہے۔ شمالی افریقہ میں یہی کشیدگی ہے جو عربوں اور فرانسیسیوں کی آویزش کا موجب بنی۔

عربوں کے موقف:۔ مراکش کے عرب وہی چاہتے ہیں۔ جس کی فرانسیسی استادوں نے انہیں تعلیم دی۔ یعنی آزادی۔ مساوات اور اخوت۔ جب آج کل کی سیاسی زبان میں قومی آزادی اور دولت اور مواقع کی توسیع کہہ لیجیے ٹونس میں قوم پرست منزل مقصود تک تقریباً پہنچ ہی گئے ہیں۔ وزیر اعظم طاہر بن عمر کی زیر قیادت ایک سال قبل ایک عرب کابینہ تشکیل دی گئی۔ مئی میں اس کابینہ نے فرانسیسی حکومت سے ایک معاہدہ طے کیا جس کی نیشنل اسمبلی نے توثیق کر دی ہے۔

راولپنڈی ڈویژن میں گندم کی نقل و حمل کی پابندیاں ختم

پشاور ۵ ستمبر۔ وزیر اعلیٰ سرحد سردار بہادر خان نے بتایا کہ حکومت پنجاب نے ان کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ تمام راولپنڈی ڈویژن میں سرحد کے علاقوں میں گندم بھیجنے پر تمام پابندیاں ہٹا دی جائیں۔ سردار بہادر خان نے اس اقدام کے لئے حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کیا ہے

کشتیاں الٹنے سے چھتیس یاتری ہلاک

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ کل بنارس کے قریب دریائے گنگا میں دو کشتیاں ڈوب گئیں جن میں یاتری سوار تھے۔ ایک اطلاع کے مطابق ۳۶ یاتری جن میں عورتیں بھی تھیں ہلاک ہو گئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مراجعت پر

الفضل کا باتصویر خیر مقدم نمبر شائع ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سفر یورپ سے واپس تشریف آوری کے تاریخی اور بابرکت موقع پر روزنامہ الفضل کا ایک شاندار باتصویر خیر مقدم نمبر شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کی جا رہی ہے کہ اس نمبر کو بزرگان سلسلہ و احباب کے اہم اور قیمتی مضامین کے علاوہ حضور کے اس سفر سے تعلق رکھنے والی نئی تاریخی تصاویر سے بھی اخبار کو مزین کیا جائے۔ اخبار کی ضخامت کم و بیش ۲۴ صفحات پر مشتمل ہوگی۔ اور قیمت ۴ آنہ فی پرچہ ہوگی۔

چونکہ حضور کی تشریف آوری اب بہت جلد متوقع ہے۔ اسلئے مضمون نگار احباب جلد سے جلد مضامین تحریر فرما کر ادارے کی معاونت فرمائیں۔

مشتہر احباب کو بھی فوراً اس اہم اور تاریخی نمبر کے لئے اپنے اشتہارات بک کرا لینے چاہئیں۔ ورنہ تاخیر کی صورت میں ممکن ہے کہ دفتر تعمیل نہ کر سکے۔

ایجنٹ اصحاب بھی فوراً مطلوبہ پرچوں کی تعداد سے مطلع فرمائیں۔ (مینیجر)

فرانس الجزائر اور مراکش میں شمالی افریقیوں کی وسیع پیمانے پر گرفتاریاں

قوم پرست فرانس میں دہشت پھیلانا چاہتے ہیں فرانسیسی وزارت داخلہ کا اعلان

پیرس ۱۰ ستمبر۔ فرانسیسی پولیس نے مراکش، الجزائر اور فرانس کے مختلف شہروں میں شمالی افریقیوں کی وسیع پیمانے پر تلاشیوں کی مہم شروع کی ہے۔ کل پولیس نے ہزاروں شمالی افریقیوں کی تلاشی لی۔ اور ان سے باز پرس کی۔ پولیس نے سات سو افراد کو مزید باز پرس کے لئے گرفتار کر لیا ہے۔

ادھر الجزائر میں قوم پرستوں کے خلاف اقدامات تیز تر کرنے کے لئے ایک ہزار مزید فوجی وہاں بھیج دیئے گئے۔ اوراس کی پہاڑیوں میں اس وقت سات ہزار فوجی بکتر بند گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کی مدد سے ان قوم پرست قبائلیوں کی تلاشی میں سرگرداں ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں ڈالے

آج مراکش اور الجزائر میں بھی سینکڑوں قوم پرست گرفتار کئے گئے۔ الجزائر میں انقلابی کمیٹی کے سینکڑوں افراد بھی گرفتار کئے گئے ہیں۔ جو فرانسیسی حکام کے خلاف سرگرم کار ہیں۔

فرانس کی وزارت داخلہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ فرانس کے مختلف شہروں میں آباد شمالی افریقی الجزائر کے شدید قوم پرستوں کی حمایت میں متشددانہ کارروائیاں کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ وفاقی دارالحکومت پیرس میں ہنگامی اور دہشت انگیزی کی مہمیں شروع کر کے حکومت کا ناک میں دم کر دیا جائے چنانچہ ان عزائم کو ناکام بنانے کے لئے فرانسیسی پولیس نے مختلف شہروں میں شمالی افریقیوں کی نگرانی شروع کر دی اور ان سے وسیع پیمانے پر باز پرس کی جا رہی ہے

دستور سازیہ میں قبائلی اور بلوچستانی نمائندوں کی طرف سے ایک یونٹ کی حمایت

مصنوعی حد بندی سے اس علاقہ کی وحدت ختم کی گئی تھی

کراچی ۹ ستمبر۔ آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ آج کراچی میں مجلس دستور ساز کے اجلاس میں قبائلی نمائندوں۔ بلوچستان کی ریاستی یونین کے نمائندوں اور مشرقی پاکستان کے ہندو ممبروں نے وحدت مغربی پاکستان کی حمایت میں تقریریں کیں۔ لیکن عوامی لیگ کے نمائندوں نے اس کی مخالفت جاری رکھی۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ایک یونٹ پر رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اس بل کو مشتہر کیا جائے۔

قبائلی علاقوں کے نمائندے مسٹر دراث خان نے کہا کہ قبائلی علاقے اور مغربی پاکستان کے دوسرے صوبے ہمیشہ سے ایک ہی تھے۔ انہیں غیر ملکی حکمرانوں نے پھوٹ ڈالنے کے لئے مختلف حدوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ سب سے پہلے قبائلی علاقوں کو صوبہ سرحد سے الگ کر دیا گیا اور انہیں ایک مصنوعی مسئلہ بنا دیا۔ اس کے بعد خود قبائلیوں میں پھوٹ ڈالی گئی۔ تاکہ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں جس کی وجہ سے قبائلی علاقے شاہراہ ترقی سے ہٹ گئے اور بالکل پسماندہ ہو کر رہ گئے۔

ملک دراث خاں نے کہا کہ برطانوی عہد کے سوا یہ سارے علاقے متحد رہے۔ انہوں نے کہا کہ برطانوی حکومت نے ۱۹۰۱ء میں صوبہ سرحد کو بھی پنجاب سے الگ کر دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہندو بھی برطانوی حکومت والی پالیسی پر عمل کرتے تھے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے اتحاد سے ہمیشہ خوفزدہ رہتے تھے۔ ان حد بندیوں سے سب سے زیادہ نقصان قبائلی علاقوں کو پہنچا۔ چنانچہ اب وحدت مغربی پاکستان سے قبائلی علاقوں کو بیحد فائدہ پہنچے گا۔ کیونکہ یہ تاریخ کا ایک نیا اور شاندار باب ہوگا۔ اس لئے قبائلی علاقوں کے عوام وحدت مغربی پاکستان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ پاکستان کے دوسرے علاقوں کے قدم بقدم شاہراہ ترقی کی طرف گامزن ہو سکیں گے۔

مشرقی پاکستان کے کانگرسی ممبر مسٹر بی کے داس نے کہا کہ اگر ایک یونٹ کے بل کو مشتہر کیا گیا تو پھر رائے عامہ کو تسلیم کرنا مجلس دستور ساز کا کام ہوگا۔ کیونکہ ایوان کی اکثریت اس بل کے حق میں ہے اس لئے اس کا فیصلہ ابھی ہو جانا چاہیئے۔

اس بل کی اچھائیوں اور برائیوں کا جائزہ لینے کے بعد اس بل کو منظور کر لینا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک یونٹ کا قیام آئین تیار کرنے کی جانب پہلا بڑا اقدام ہے اس لئے ایک یونٹ کی مخالفت کرنا آئین کی تیاری میں تاخیر کے مترادف ہے۔

عوامی لیگ کے ممبر دلدار احمد نے کہا کہ صوبائی مجالس قانون ساز کیونکہ عوام کی نمائندگی نہیں کرتیں اس لئے مجلس دستور ساز میں ان کی رائے سے فیصلہ کرنا درست نہیں۔ انہوں نے صوبہ سرحد کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ اگر ۱۹۴۷ء میں صوبائی مجلس قانون ساز عوام کی نمائندہ ہوتی تو پھر صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کرانے کی کیا ضرورت تھی۔

انہوں نے مزید کہا کہ صوبائی نظم و نسق کے خرچ کے مقابلے میں مغربی پاکستان کے نظم و نسق پر بہت زیادہ خرچ آئے گا۔ ابھی سردار عبدالرشید نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں اتحاد کا حامی ہوں۔ لیکن یہ اتحاد مصنوعی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ مستقل ہو تو مفید ہوگا۔ ملک دونوں میں دلوں میں نہیں بنا کرتے ورنہ انہیں دلوں میں ایک دوسرے سے ملایا جا سکتا ہے۔